اصلاح معاشرہ

از

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

شائع کردہ

دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A/1، مین مارکٹ، اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	اصلاح معاشرہ
مصنف	:	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب
اشاعت دوم	:	ستمبر ۲۰۰۷ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	مرکزی دفتر بورڈ (فیضان احمد ندوی)
پروف ریڈنگ	:	محمد وقار الدین لطیفی ندوی
قیمت	:	۱۵/روپے

ناشر

مرکزی دفتر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، نئی دہلی

فہرست

ابتدائیہ ۴

معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں ۵

نکاح ۶

زوجین کے حقوق و فرائض ۹

تعلقات خراب ہونے کی صورت میں کیا ہونا چاہئے ۱۰

طلاق کب اور کیسے دی جائے ۱۰

طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش ۱۱

طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں ۱۲

ترکہ کی تقسیم ۱۳

ابتدائیہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی اصلاح معاشرہ تحریک کے سلسلہ میں مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا یہ رسالہ عوام کی واقفیت کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ علماء کرام ان جلسوں میں اور ائمہ مساجد جمعہ کے خطابات میں مسلم معاشرہ کی اصلاح کے موضوع کو سامنے رکھیں اور ایک صالح اسلامی معاشرہ کی تعمیر کے لئے مسلم پرسنل لا، مسلمانوں کے عائلی قانون، نکاح، طلاق، وراثت، مہر، نفقہ، حضانت، وصیت ولایت وغیرہ مضامین کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ تاکہ جہالت کی وجہ سے لوگ غلط راستہ پر نہ جائیں۔ اور دوسروں کو بھی غلط فہمی پیدا کرنے کا موقعہ نہ رہے۔ امید کہ یہ رسالہ اس مقصد میں مفید ثابت ہوگا۔

سید نظام الدین

جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں

اہل علم جانتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس کی تعلیمات وہدایات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔ پیدائش سے لے کر وفات تک جتنے مراحل آتے ہیں ان سب کے لئے احکام وضوابط موجود ہیں، اس وقت ان تمام احکام کا بیان اور پیش کرنا مقصود نہیں ،صرف اس حصہ کا ذکر مقصود ہے جو شادی بیاہ، طلاق ووراثت وغیرہ سے متعلق ہے، جسے عام طور پر ''عائلی نظام'' کہتے ہیں، کیونکہ آج کل اس کی خلاف ورزی عام ہورہی ہے، جس کے نتیجہ میں مسلمان دنیا میں بھی سخت پریشانی کا شکار ہورہا ہے اور آخرت میں بھی باز پرس اور سزا کا خطرہ ہے۔ عائلی قوانین کی پابندی نہ کرنے کی ایک وجہ مسلمانوں کی ان قوانین سے لاعلمی بھی ہے اس لئے بھی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان کا مختصر انداز میں تذکرہ کرکے عام مسلمانوں کو باخبر کیا جائے ۔اس قسم کے قوانین (عائلی قوانین)

کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے تنہا یہ بتادینا کافی ہوگا کہ قرآن مجید کی چھ سورتوں بقرہؔ،نساءؔ،نورؔ،احزابؔ،ممتحنہؔ،اورطلاقؔ، میں تقریباً چالیس آیتوں کے اندر یہ بیان ہوئے ہیں اوران احادیث نبویہ کا تو شمار ہی مشکل ہے جن میں اس قسم کے احکام وہدایات دی گئی ہیں۔ان میں سے جو بہت اہم ہیں ان پر علیحدہ علیحدہ یہاں گفتگو کی جارہی ہے۔

نکاح:

سب سے زیادہ شرعی قوانین کی خلاف ورزی۔ بلکہ پامالی نکاح یعنی شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہے اور عجیب قابل افسوس بات ہے کہ شادی کے موقع پر ہر ایک عزیز کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔حتی کہ ملازموں، خادموں اور نوکروں کو بھی ۔مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے بجائے شرعی احکام کی خلاف ورزی کرکے ناراض کیا جاتا ہے۔حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے موقع پر اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کی جاتی (خواہ اس کے نتیجہ میں کوئی بھی ناراض ہوتا) شادی کے موقع پر، عورت (دلہن) پر شرعاً کوئی خرچ لازم نہیں ہے۔ نہ جہیز، نہ بارات کو کھانا کھلانا ،یا باراتیوں کی خاطر

مدارات کرنا ۔ بلکہ لڑکے (ہونیوالے شوہر، دولہا) کی یا اس کے سرپرستوں کی طرف سے، ہونے والی بیوی (دلہن) یا اس کے سرپرستوں (باپ وغیرہ) سے جہیز کا، یا بارات کو کھانا کھلانے کا یا ان کی خاطر مدارات کرنے کا مطالبہ کرنا ۔ یا انہیں اس پر مجبور کرنا، شرعاً ممنوع ہے ۔ اگر بارات کے لئے کھانے یا ناشتہ کا ۔ لڑکی یا اس کے سرپرستوں نے جبراً انتظام کیا تو اس کا کھانا کسی باراتی ۔ یا دولہا اور اس کے رشتہ داروں تک کے لئے جائز نہیں ہوگا ۔ اسی طرح اگر فرمائش کرکے جہیز لیا گیا یا نقد رقم لی گئی تو وہ بھی مرد (دولہا) کے لئے لینا جائز نہیں، نہ اس کا استعمال کرنا جائز ہے بلکہ شرعاً اسے واپس کرنا ضروری ہوگا ۔ نکاح کے وقت جو اور بہت سی رسمیں ۔ غیر مسلموں کے دیکھا دیکھی ۔ مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں ان سے بھی بچنا لازم ہے، مثلاً گانا، باجا، ''ویڈیو'' کا استعمال، غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ بیٹھنا، اٹھنا، کھانا پینا، غیر محرم مردوں کے سامنے عورتوں کا بے حجاب سامنے آنا وغیرہ ۔ نکاح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ چند مسلمانوں کم ازکم دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو، چونکہ (دلہن) (عورت) گھر کے اندر ہوتی ہے اس لئے ایک مرد اس کی منظوری لے کر آئے (ایجاب کرائے) اور اس وقت دو اور مردوں کو وہاں موجود رہنا چاہیئے تاکہ وہ ایجاب کی تصدیق کرسکیں ۔ اور ضرورت پڑے تو گواہی دے سکیں ۔ اجازت لینے والا شخص دولہا کے پاس آکر

دلہن کے ایجاب کو پہونچائے اور اسی مجلس میں دولہا اسے قبول کرلے، نکاح (ایجاب وقبول) کے وقت خطبہ پڑھنا بھی مسنون ہے ۔ فرض نہیں ہے ۔ نکاح ہونے کے بعد کھجور یا چھوارہ تقسیم کرنا بھی مستحب ہے ۔ نکاح کے وقت ہی مہر مقرر ہونا چاہیئے ۔ جو نہ بہت کم ہو، نہ اتنا زیادہ کہ جس کا ادا کرنا شوہر کے لئے ناممکن ہو، مہر کی ادائے گی یا کم ازکم اس کے کچھ حصہ کی ادائے گی فوراً ہوجائے تو بہتر ہے ۔ آج کل چوں کہ روپیہ کی قیمت بہت جلد جلد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے (گھٹتی زیادہ ہے) اس لئے اچھا یہ ہے کہ مہر سونے یا چاندی کی متعینہ مقدار میں مقرر کیا جائے ۔ ویسے کسی بھی مالیت رکھنے والی چیز (خواہ غلہ ہو، جائداد ہو، کپڑا ہو یا اور کوئی قیمتی چیز ہو بشرطیکہ متعین کی جاسکتی ہو) کا مہر مقرر کیا جاسکتا ہے، مہر کا ادا کرنا ۔ دوسرے قرضوں کی طرح ضروری ہے مہر ادا کرنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہئے ۔ عورت کی طرف سے رسمی اور دکھاوے کی معافی سے مہر معاف نہیں ہوتا ۔ ہاں واقعتہً خوشدلی سے بغیر کسی دباؤ اور دھونس کے وہ معاف کردے تو معاف ہوسکتا ہے ۔ نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا گیا ہے اس میں اضافہ اور کمی بھی زوجین کی حقیقی رضامندی سے ہوسکتی ہے ۔ نکاح کے بعد زوجیت کا عملی تعلق قائم ہوجائے ۔ یعنی صحبت کے بعد ولیمہ کرنا مسنون ہے، اس میں نام ونمود اور دکھاوے کے لئے بہت سے لوگوں کو بلا کر کھلانا شرعاً پسندیدہ نہیں، بلکہ بآسانی (بلا قرض لئے) جتنے

لوگوں کو کھلایا جا سکے۔غریبوں اور ناداروں کو اس میں ضرور دعوت دی جائے کیونکہ جس میں صرف مالداروں اور دولتمندوں کو بلایا جائے ،غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اسے اللہ کے رسول ﷺ نے بدترین دعوت قرار دیا ہے۔

زوجین کے حقوق و فرائض:

بیوی کے تمام اخراجات۔کھانا ،کپڑا، رہائش شوہر کے ذمہ ہیں خواہ بیوی کتنی ہی دولت مند ہو اور شوہر غریب ہو۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی (بلاوجہ اس کی دل شکنی نہ کرنا) اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، اسے بلاوجہ معقول ڈانٹ ڈپٹ کرنا شرعاً ممنوع ہے، اس کے عزیزوں، بالخصوص والدین کو بھی نامناسب انداز میں یاد کرنا جس سے بیوی کی دل آزاری ہو شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی جائز اور مناسب باتوں پر روک ٹوک کرنا درست نہیں البتہ ناجائز اور نامناسب باتوں پر روک ٹوک کرنی چاہیئے، مثلاً بے پردہ گھومنے پھرنے، غیرمحرم کے سامنے آنے سے منع کرنا چاہئے کہنا نہ ماننے پر تنبیہ بھی کی جاسکتی ہے۔

بیوی کے ذمہ اپنے شوہر کی ہر جائز کام میں اطاعت کرنا اور اسے خوش رکھنا ہے، اس کے مال اور اولاد کی نگہداشت کرنا بھی بیوی کی ذمہ داری ہے خاص طور پر جب

کہ شوہر موجود نہ ہو (سفر وغیرہ پر گیا ہو) اس وقت بیوی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔خلافِ شرع کام کرنے پر ہر ایک دوسرے کو ٹوک سکتا ہے (مگر مناسب انداز میں اور فرقِ مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے) کسی خلاف شرع کام میں اطاعت نہ کی جائے، چاہے اس پر شوہر ناراض ہی ہو۔ مثلاً شوہر اگر غیرمحرم کے سامنے آنے کے لئے اپنی بیوی سے کہے تو بیوی اس کی یہ بات نہ مانے۔دونوں ایک دوسرے کی دلجوئی کی کوشش کرتے رہیں اور دل آزاری سے بچیں۔ایک دوسرے کے عیبوں کو حتی الامکان چھپائیں۔

تعلقات خراب ہونے کی صورت میں کیا ہونا چاہئے:

خدانخواستہ اگر میاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے سے شکایات پیدا ہو جائیں تو انہیں آپس میں ہی دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اس بارے میں شوہر کو اپنی بیوی سے اگر شکایات ہیں تو وہ بیوی کو پہلے سمجھائے بجھائے، اس سے بھی شکایات دور نہ ہوں اور بیوی کے نامناسب رویہ میں تبدیلی نہ آئے تو وہ کچھ عرصہ کے لئے بیوی کی خواب گاہ سے علیحدہ سوئے، اس سے بھی کام نہ چلے تو ہلکی تنبیہ کرسکتا ہے، یہ علاج بھی کارگر نہ ہو تو دونوں میاں بیوی کے قریبی رشتہ دار درمیان

میں پڑکر صلح صفائی کرائے اور دونوں کے تعلقات درست کرانے کی پوری کوشش کریں، یہ تدبیر بھی دونوں کے تعلقات خوشگوار بنانے میں بے اثر ثابت ہو۔

طلاق کب اور کیسے دی جائے؟

تو پھر صرف ایک طلاق دی جائے وہ بھی ایسی صورت میں جب کہ عورت پاک ہو اور اس سے قریبی زمانہ میں، اسی پاکی کے زمانہ میں صحبت نہ کی ہو، اگر یہ پہلی طلاق ہے (یا دوسری) تو عدت پوری ہونے سے قبل تک شوہر کو حق رہتا ہے کہ وہ نیا نکاح کئے بغیر بھی جب چاہے اسے بیوی بنالے، مثلاً وہ اس کے ساتھ اس طرح کا کوئی عمل کرلے جو بیوی ہی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے یا زبان سے کہہ دے کہ میں پھر بیوی بناتا ہوں، یا اس جیسی کوئی اور بات کرلے جس سے دوبارہ ازدواجی تعلقات قائم ہونے کا پتہ چلتا ہو۔ البتہ بہتر صورت یہ ہے کہ کم ازکم دو مرد مسلم کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو واپس لیا اور بیوی کو بھی اس کی اطلاع کردے۔ عدّت مکمل ہونے کے بعد اس شخص کے لئے یہ عورت بالکل اجنبی ہوجائے گی، جیسے کہ نکاح سے پہلے تھی۔ البتہ عدت ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح کرکے بیوی بناسکتا ہے (جس طرح پہلے، نکاح کرکے بیوی بنایا تھا) عوام

میں یہ غلط مشہور ہوگیا ہے کہ ”تین سے کم طلاق ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بیوی ہی رہتی ہے“ حالانکہ، جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا، عدت ختم ہونے کے بعد ایک طلاق دینے سے بھی وہ عورت بالکل غیر اور اجنبی ہوجاتی ہے۔ البتہ تین طلاقیں دینے سے خواہ ایک ساتھ دی گئی ہوں یا الگ الگ ۔دوبارہ نکاح کرنے کا اختیار بھی ختم ہوجاتا ہے، اس لئے ہرگز تین طلاقیں نہ دی جائیں تین طلاقیں ایک ساتھ دینا بڑے گناہ کی بات ہے، اس سے دینی اور دنیاوی دونوں نقصانات ہوتے ہیں اس لئے اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔

طلاق کے اسباب دور کرنے کی کوشش:

عام طور سے معمولی معمولی باتوں کی وجہ سے طلاق دے دی جاتی ہے، حالانکہ معمولی بات پر دفعۃً ایک طلاق دینا بھی گناہ ہے، طلاق دینے سے پہلے وہ تدبیریں کرنی چاہئیں جن کا ذکر ابھی ہوا۔ آج کل شرعی احکام سے غفلت اور بے دینی کی وجہ سے مردوں، بالخصوص نوجوانوں میں نشہ (ڈرگ) کی بُری عادت بھی طلاق کا اکثر سبب بن جاتی ہے اور لاٹری (جو در حقیقت شرعاً جوا ہے) کے ٹکٹ خرید نے اور معمے حل کرنے کے لئے فیس جمع کرنے جیسے اخراجات بڑھ جانے سے

بہت سے شوہر اپنی بیویوں کے واجب حقوق ادا نہیں کر پاتا، اس لئے بھی طلاق کی کثرت ہو رہی ہے ان اسباب سے جو خود اپنی جگہ بڑے گناہ ہیں اور خداوند تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والے ہیں، سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے تاکہ دنیا وآخرت کی بربادی سے بچا جا سکے۔ شریعت نے شوہر اور بیوی دونوں کے انتخاب کے لئے دینداری کو سب سے زیادہ اہم اور قابل ترجیح وصف بتایا ہے، اس لئے شادی کے وقت ہی اس وصف کا خیال کیا جائے۔ اگر دیندار سے شادی ہو تو بہت سکون رہے۔

طلاق کے بعد شوہر کی ذمہ داریاں:

طلاق خواہ ایک ہی ہو یا زیادہ، کے بعد عدت ختم ہونے تک مطلقہ (طلاق شدہ) عورت کے تمام ضروری اخراجات (کھانا، کپڑا، رہائش) طلاق دینے والے کے ہی ذمہ رہتے ہیں۔ البتہ تین طلاق کے بعد اس عورت کا طلاق دینے والے سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے، اگر طلاق دینے والے کے گھر میں، طلاق دینے والے سے مطلقہ کے پردہ کا اہتمام نہ ہو سکتا ہو، یا اس سے کسی قسم کا خطرہ ہو تو مطلقہ عورت کہیں اور محفوظ جگہ مثلاً اپنے میکہ منتقل ہو سکتی ہے، اگر طلاق دینے والے شوہر

سے اس مطلقہ کے چھوٹے بچے ہیں تو یہ چھوٹے بچے (لڑکا سات سال کی عمر تک اور لڑکی بالغ ہونے تک) اپنی والدہ (مطلقہ عورت) کے پاس پرورش پانے کے حقدار ہوں گے اور ان بچوں کے تمام اخراجات باپ پر یعنی طلاق دینے والے پر ہی ہوں گے۔ اگر یہ مطلقہ بچوں کی ماں، بچوں کی پرورش کی خاطر اپنا نکاح کسی اور شخص سے نہیں کرتی ہے تو وہ جب تک پرورش کرتی رہے گی اس کے اور ان کے بچوں کے تمام ضروری اخراجات بچوں کے باپ کے ذمہ رہیں گے، ہاں اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے گی تو پھر اس کا بچوں کی پرورش کا حق ختم ہو جائے گا۔

ترکہ کی تقسیم:

مسلمانوں کے اندر جن شرعی احکام کی خلاف ورزی کا رواج پڑ گیا ہے ان میں غالباً سب سے زیادہ ترکہ کی تقسیم کے حکم کی خلاف ورزی کی جاتی ہے، اور یہ بُرائی نماز، روزہ جیسے شرعی احکام کے پابند بہت سے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے (جو اور تکلیف دہ اور افسوسناک بات ہے) حالانکہ ترکہ شرعی مستحقین میں تقسیم کرنا بھی دیگر فرائض کی طرح ایک اہم فریضہ ہے، خود قرآن مجید میں اسے "فریضہ" قرار دیا گیا ہے اور ترکہ سے متعلق تفصیلی احکام بھی قرآن مجید کے اندر (سورۂ نساء میں)

بیان ہوئے ہیں، عام طور پر اس بارے میں کوتاہی عورتوں کو بالعموم مرنے والے کی بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ سے محروم رکھ کر کی جاتی ہے، کسی بھی ترکہ کے مستحق کو ترکہ نہ دینا اور اس کا حصہ دبالینا ایسا ہی ہے جیسے کسی کا مال غصب کرلینا یا زبردستی چھین لینا، اس کا استعمال غیر مستحق کے لئے حرام ہے اور حرام مال استعمال کرنے والے کے نماز اور روزے بھی قبول نہیں ہوتے۔ خوفِ آخرت کے پیشِ نظر ترکہ کے مسائل جاننے والے کسی عالم سے دریافت کر کے تمام شرعی مستحقین تک ترکہ پہونچایا جائے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں بہت سی دنیاوی مشکلات سے بھی مسلمان دوچار ہو رہے ہیں، مثلاً غیر مسلموں کی طرح بہنوں، بیٹیوں کو ترکہ نہ دینے کے رواج کی ہی یہ نحوست معلوم ہوتی ہے کہ غیر مسلموں ہی کی طرح مسلمانوں میں بھی جہیز اور تلک جیسی برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں اور اس کے نتیجہ میں بہت سی جوان لڑکیاں رشتوں سے محروم رہ جاتی ہیں، اور پھر بعض تو اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہوجاتی ہیں بلکہ غیر مسلموں تک سے شادی کر کے اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔

(اعاذنا اللّٰہ منہ)

لڑکیوں یا بہنوں کی شادی بیاہ میں ہونے والے اخراجات سے ان کا ترکہ میں استحقاق و حصہ ختم نہیں ہوتا اور نہ جہیز دینے سے ترکہ والا حصہ ادا ہوجاتا ہے، بلکہ ترکہ تو حساب لگا کر انہیں ان کا پورا پورا حصہ دینے سے ہی ادا ہوگا۔ ورنہ شرعاً

وہ ان لوگوں کے ذمہ باقی رہے گا جنہوں نے ترکہ نہیں دیا اور خود دبا رکھا ہے۔

(ان تمام مسائل کے دلائل اور مزید تفصیلات جاننے کے لئے دیکھئے ''معاشرتی مسائل'' شائع کردہ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ اور ''موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل'' شائع کردہ مکتبہ حرم۔ لکھنؤ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تمام شرعی احکام پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی فکر نصیب فرمائے۔ آمین۔